نظم

نظم کے معنی ''انتظام، ترتیب یا آرائش'' کے ہیں۔ عام اور وسیع مفہوم میں یہ لفظ نثر کے مدِ مقابل کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد پوری شاعری ہوتی ہے۔ اس میں وہ تمام اصناف اور اسالیب شامل ہوتے ہیں جو ہیئت کے اعتبار سے نثر نہیں ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں غزل کے علاوہ تمام شاعری کو ''نظم'' کہتے ہیں۔

عام طور پر نظم کا ایک مرکزی خیال ہوتا ہے جس کے گرد پوری نظم کا تانا بانا بُنا جاتا ہے۔ خیال کا تدریجی ارتقا بھی نظم کی ایک اہم خصوصیت بتایا گیا ہے۔ طویل نظموں میں یہ ارتقا واضح ہوتا ہے۔ مختصر نظموں میں یہ ارتقا واضح نہیں ہوتا اور اکثر و بیشتر ایک تاثر کی شکل میں اُبھرتا ہے۔

نظم کے لیے نہ تو ہیئت کی کوئی قید ہے اور نہ موضوعات کی۔ چنانچہ اردو میں غزل اور مثنوی کی ہیئت میں نظمیں اور آزاد و معرّا نظمیں بھی لکھی گئی ہیں۔ اس طرح کوئی بھی موضوع نظم کا موضوع ہوسکتا ہے۔

ہیئت کے اعتبار سے نظم کی چار قسمیں ہوسکتی ہیں:

1. پابند نظم

ایسی نظم جس میں بحر کے استعمال اور قافیوں کی ترتیب میں مقررہ اصولوں کی پابندی کی گئی ہو، پابند نظم کہلاتی ہے۔ نئے انداز کی ایسی نظمیں بھی، جن کے بندوں کی ساخت مروّجہ ہیئتوں سے مختلف ہو یا جن کے مصرعوں میں قافیوں کی ترتیب مروّجہ اصولوں کے مطابق نہ ہو، لیکن ان کے تمام مصرعے برابر کے ہوں اور ان میں قافیے کا کوئی نہ کوئی التزام ضرور پایا جائے، پابند نظمیں کہلاتی ہیں۔

© NCERT not to be republished

2. نظم معرّا

ایسی نظم جس کے تمام مصرعے برابر کے ہوں مگر ان میں قافیے کی پابندی نہ ہو، نظم معرّا کہلاتی ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے نظم عاری بھی کہا ہے۔

3. آزاد نظم

ایسی نظم جس میں نہ تو قافیے کی پابندی کی گئی ہو اور نہ تمام مصرعوں کے ارکان برابر ہوں یعنی جس کے مصرعے چھوٹے بڑے ہوں، آزاد نظم کہلاتی ہے۔

4. نثری نظم

نثری نظم چھوٹی بڑی نثری سطروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں ردیف، قافیے اور وزن کی پابندی نہیں ہوتی۔ آج کل نثری نظم کا رواج دُنیا کی تمام زبانوں میں عام ہے۔

© NCERT not to be republished

4920CH21

نظیرؔ اکبرآبادی

(1830 – 1740)

ولی محمد نام، نظیرؔ تخلّص تھا۔ دلّی میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمر میں آگرہ چلے گئے۔ متھرا میں معلّمی کے فرائض انجام دیے اور ساری عمر آگرے میں گزار دی۔ نظیرؔ نے مختلف شعری اصناف میں طبع آزمائی کی ہے لیکن نظم گو شاعر کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ نظیرؔ اکبرآبادی کا مشاہدہ وسیع تھا۔ انھوں نے زندگی کے تقریباً ہر پہلو کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ ہندوستان کے رسم و رواج، میلوں ٹھیلوں، تفریحات و مشاغل پر جتنی نظمیں نظیرؔ نے کہی ہیں، شاید کسی اور شاعر نے نہیں کہیں۔ نظیرؔ کو زبان و بیان پر قدرت حاصل تھی۔ اُن کی زبان انتہائی صاف، سہل اور سادہ ہے اور وہ اُردو کے عوامی شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

بنجارا

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں! مت دیس بدیس پھرے مارا
قزّاق اجل کا لوٹے ہے، دِن رات بجا کر نقّارا
کیا بدھیا بھینسا، بَیل، شُتر، کیا گوئی پلاّ، سر بھارا
کیا گیہوں، چاول، موٹھ، مٹر، کیا آگ، دُھواں اور انگارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا

گر تو ہے لکّھی بنجارا، اَور کھیپ بھی تیری بھاری ہے
اے غافِل! تُجھ سے بھی چڑھتا اِک اور بڑا بیوپاری ہے
کیا شکّر، مِصری، قند، گِری، کیا سانبھر میٹھا کھاری ہے
کیا داکھ مُنقّا، سونٹھ، مرچ، کیا کیسر، لونگ، سُپاری ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا

جب چلتے چلتے رستے میں یہ گون تری ڈَھل جاوے گی
اِک بدھیا تیری مِٹّی پر پھر گھانس نہ چرنے آوے گی
یہ کھیپ جو تو نے لادی ہے سب حصّوں میں بٹ جاوے گی
دھی، پوت، جنوائی، بیٹا کیا، بنجارن پاس نہ آوے گی
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا

© NCERT not to be republished

کُچھ کام نہ آوے گا تیرے، یہ لعل وزمرّد ، سیم و زر
جب پونجی بانٹ میں بکھرے گی، پھر آن بنے گی جاں اوُپر
نقّارے، نَوبت، بان، نِشاں، دَولت، حشمت، فَوجیں، لشکر
کیا مسند، تکیہ، مُلک ، مکاں، کیا چَوکی، کُرسی، تخت، چھپّر
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا

کیوں جی پر بوجھ اُٹھاتا ہے اِن گونوں بھاری بھاری کے
جب مَوت کا ڈیرا آن پڑا، پھِر دوُنے ہیں بیوپاری کے
کیا ساز جڑاؤ، زر، زیور، کیا گوٹے تھان کِناری کے
کیا گھوڑے زین سُنہری کے، کیا ہاتھی لال عماری کے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا

کیا سخت مکاں بنواتا ہے، کھم تیرے تن کا ہے پولا
تو اوُنچے کوٹ اُٹھاتا ہے، واں گور گڑھے نے منھ کھولا
کیا رینی خندق، رند بڑے، کیا بُرج کنگورا انمولا
گڑھ، کوٹ، رہکلہ، توپ، قلعہ، کیا شیشہ، دارو اور گولا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا

جب مرد پھِرا کر چابک کو، یہ بَیل بدن کا ہانکے گا
کوئی ناج سمیٹے گا تیرا، کوئی گون سِیے اور ٹانکے گا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں، تو خاک لحد کی پھانکے گا
اُس جنگل میں پھر آہ نظیرؔ! اِک بُھنگا آن نہ جھانکے گا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا

نظیرؔ اکبرآبادی

سوالوں کے جواب لکھیے

1. اس نظم میں بنجارا کسے کہا گیا ہے اور کیوں؟
2. نظم کے پہلے بند میں شاعر کس چیز کو چھوڑنے کو کہہ رہا ہے؟
3. ’سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا‘ یہ مصرع بار بار کیوں دُہرایا گیا ہے؟
4. نظم کا خلاصہ لکھیے۔

© NCERT not to be republished